حواشی

ا۔ ۱۷۳۷ء میں نادر قلی (شاہ نادر خان) نے جب صفوی خاندان کے اقتدار کا خاتمہ کرکے تخت ایران پر قبضہ کیا' زار روس پیٹراعظم(Peter the Great) کے وارث خیوا کے راستے بلخ اور بدخشاں پر قبضے سے متعلق اس کی خواہشات کی تکمیل کے لیے کوشاں تھے۔ پیٹراعظم (۱۷۲۵ء میں) اپنی وفات سے قبل ۱۷۲۲ء میں دربند (قفقاز) پر قبضہ کرچکا تھا۔ جولائی ۱۷۲۳ء میں روسیوں نے باکو پر بھی قبضہ کر لیا اور دو ماہ بعد ہی باکو میں مقیم ایران کے شاہ طہماسپ کے نمائندے کو سینٹ پیٹرز برگ میں ایک معاہدے پر دستخط کرنے پر مجبور کردیا گیا جس کی رو سے ایران نے مازندران' گیلان اور استرآباد پر روسیوں کے تسلط کو تسلیم کر لیا۔ شاہ طہماسپ کو ادراک تھا کہ بحیرہ کیسپین کے سواحل پر روسیوں کا قبضہ ایران کے زیرنگین خیوا کے راستے دیگر ایرانی علاقوں تک روسیوں کی رسائی کی کنجی ثابت ہوسکتا ہے۔ چنانچہ جب شاہ طہماسپ کو روسیوں کے ساتھ اپنے نمائندے کے معاہدہ کا پتہ چلا تو اس نے اسکی توثیق کرنے سے انکار کردیا۔ نادر شاہ نے ایک طویل جدوجہد کے بعد نہ صرف مازندران' گیلان اور استرآباد کو اپنی مملکت میں دوبارہ شامل کیا بلکہ پیٹراعظم کے دور میں روسیوں کے قبضہ میں چلے جانے والے دربند شہر پر بھی ایرانی اقتدار بحال کیا۔ ان علاقوں پر ایرانی بالادستی کی بحالی ۱۷۳۲ء کے معاہدہ رشت(Treaty of Resht) کے ذریعے تسلیم کی گئی جس پر روس کی زارینہ آن(Anne) نے دستخط کیے۔

روسیوں نے اپنی اس سبکی اور شکست کا حساب برابر کرنے کے لیے دریائے یورال (وولگا) کے مشرقی علاقوں میں سکونت پذیر لشکر میانہ(Middle Horde) اور لشکر کوچک(Lesser Horde) کے کرغیز/ قازق قبائل کو زیر نگیں کر لیا۔ ۱۷۳۰ میںLesser Horde کے خان ابوالخیر ژنگاریوں' کلموک اور بشکیر حملہ آوروں کے خلاف دفاع کے لیے روسی حمایت کا خواستگار ہوا۔ اگرچہ شروع میں کرغیزیوں اور قازقوں نے ابولخیر کے اس فیصلے کی مزاحمت کی تاہم ۱۷۳۴ء میں لشکرمیانہ اور لشکر کوچک دونوں نے روسیوں کی حمایت اور بالادستی کو تسلیم کر لیا۔ ابوالخیر نے ایک معاہدہ کے ذریعے اپنے علاقے میں روسی تجارتی کاروانوں کے تحفظ اور روسی سرحدوں پر حملہ آوروں کے خلاف روسیوں سے تعاون کا اعلان کیا۔

۱۷۳۵ء میں روسیوں نےSteppe (دشت قازقستان) کے اس علاقے پر اپنا تسلط مستحکم کرنے کے لیے اورنبرگ کا قلعہ بند شہر تعمیر کیا۔ نیز دریائے یورال کے کنارے کو سیک نو آباد کاروں کی قلعہ بند بستیوں کی ایک قطار کی تعمیر شروع کی۔ اگرچہ روسیوں کی ان قلعہ بندیوں سے کرغیز/ قازق قبائل کی سرکشی پر قابو پانے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوسکی تاہم ان کے ذریعے بشکیر قبائل کا رابطہ Steppe کے علاقے سے منقطع کرکے انہیں ماسکو کی بالادستی قبول کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔

اسی دوران ابوالخیر کو خیوا کا خان منتخب کر لیا گیا۔ ابوالخیر کی روسیوں سے وفاداری شاہ نادر خان کو قطعا"

قبول نہیں تھی۔ چنانچہ اس نے خیوا پر ایرانی اقتدار بحال کرنے اور ابوالخیر کو سزا دینے کے لیے اپنی افواج کے ساتھ پیش قدمی شروع کردی۔ ابوالخیر نے نادرشاہ کے عتاب سے بچنے کے لیے خیوا کو روسی بالادستی میں دینے کا اعلان کیا لیکن روسی اس پوزیشن میں نہیں تھے کہ نادر خان کی طاقتور حملہ آور افواج کا راستہ روک سکتے۔ نادر خان نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی اور بالآخر خانیت خیوا پر ایرانی اقتدار بحال کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ ابوالخیر Steppe کے علاقے کی طرف بھاگ نکلا۔ دیکھئے:

An Indian officer, Russia's March Toward India, London, 1894. PP. 16_19.

2. Shideh Abedi - Tajrishi, (Review Article on Sayed Ali Moujani, Barresi-e-Monasebate Iran va Amrika 1851-1925, Tehran, 1996 published in Iranian Journal of International Affairs, Vol. IX, No.1 1997) : "However, the British and Russians who from long ago had divided Iran into domains under their control, with the russians taking north and the British the south, did not want to give up their dominance and deliberately prevented the US from strengthening and expending ties with Iran. On the other Hand, Iran which had for a long time seen itself Trapped into the hands of these two powers was looking for an ally against them. Eventually, the US decided to enter the field of competition with the British and Russians... Along this new change in American Policy to challenge directly the British and Russians monopoly of Iranian oil resources, for the first time since the start of the Iran-US relations, the US took a stance againet the 1919 treaty in which the British confined Iran under the sphere of its Political and economic influence.."

ایران میں اثر و نفوذ حاصل کرنے کے لیے کوشاں بیرونی طاقتوں کی کشمکش اور اس سلسلے میں ایرانی حکمرانوں کے رویوں سے متعلق مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے:

Donald N. Wilber, Iran : Past and Present, USA, 1958, PP. 74-83 and 97-132.

نیز دیکھیے: Seyyed Hussain Nasr, Iran (Persia), Tehran, 1993, PP. 42-49

3.Ali Asghar Kazemi, "Development and the Question of Transit in Central Asia and the Caucasus", The Iranran Journal of International Affairs, Vol. VI, Nos, 3 and 4 : "Political and economic rivalry between Russia and England through Iranian terretories to the east, the west and the south affected the turbulent history of this region ... The general referenee to the Russian attention to this region during the

Czarist era, and afterward, during the domination of the soviet Union, is to point out the special geopolitical charactristics of the Iranian Territory as a buffer region and access route between the open waters of the south and the vast territory of Central Asia and the Caucasus. With the establishment of the East India Company, Great Britan also opened a trade route through the Persian Gulf with its merchent fleet. In addition, it opened the Iranian northern Trade in the east and the west of the Caspian Sea and with Europe through Russian territory. The result of these agitations and revalries were on the one hand, the first round of Russo-Iranian wars ending with the Golistan Treaty (12 october 1813) and, on the other hand, the second round of wars, ending with the political and commercial agreements of Turkomanchai (10 Febrauary 1828) and the loss of the Iranian northern terretories. These conceded territories form the existing borders of the newly independent republics after the collapse of the Soviet Union."

۱۲ اکتوبر ۱۸۱۳ء کی ٹریٹی آف گلستان کی رو سے ایران نے کارا باخ' جارجیا' شیکی ضلع' شروان' کوبا' دربند' باکو' تالیش کے بعض علاقوں' داغستان کے پورے علاقے' شورگل کی پٹی' باش' گوریا' منگریلیا' ابتیجار' اچوک' روسیوں کے ساتھ (اس معاہدے کے رو سے) نو متعین سرحد تک کے تمام علاقے' سلسلہ قفقاز اور قفقاز اور بحیرہ قزوین کے درمیان واقع تمام علاقے پر روسی حاکمیت اور بالادستی تسلیم کی۔

اس معاہدے کی ایک اور شق (جو ایران کے لیے انتہائی ذلت آمیز تھی) کے مطابق بحیرہ کیسپین میں صرف اور صرف روسی جنگی جہازوں کو گشت کرنے کی اجازت دی گئی۔ ٹریٹی کے الفاظ ہیں:

"no other nation whatever shall be allowed ships of war on the Caspian."

گویا کہ اس ٹریٹی کی رو سے ایرانیوں نے تسلیم کیا کہ بحیرہ کیسپین عملاً" روس کی ملکیت ہے۔ حالانکہ ایران مذکورہ بالا علاقوں پر روسی بالادستی تسلیم کرنے کے باوجود اس بحیرہ کا ساحلی ملک تھا۔

۲۱ فروری ۱۸۲۸ء کے معاہدہ ترکو مانچائی کی رو سے ایران نے ریوان اور نخچوان کے علاقوں پر روسی حاکمیت تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ دس کروڑ تومان (یا تیس ملین چاندی کے روبل) روس کو بطور تاوان جنگ ادا کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ ایران اور روس کے مابین ان دونوں معاہدات کے پس منظر کے مطالعہ کے لئے دیکھیے An Indian officer بحوالہ بالا

نیز دیکھئے:

Paul B, Henze, "Circrssian Resistance to Russia", in Marie Broxup (et al), The North Caucasus Barrier: The Russian Advance Toward The Muslim World, London, 1992, P. 64.

نیز دیکھیے:

John M. Thompson, Russia and the Soviet Union. Westvie press Oxford, 1990. p. 148.

ان معاہدات کے نتیجے میں ایران کو بحیرہ کیسپین میں ماہی گیری اور مسافر کشتیوں پر ترکمن قبائل کے حملوں اور بحیرہ کیسپین سے ملحقہ ایرانی علاقوں میں ان کی غارت گری، ڈاکہ زنی اور باغیانہ سرگرمیوں پر قابو پانے کی صلاحیت سے محروم کردیا گیا۔ چنانچہ اس لیے اس سارے علاقے میں ایران کے لیے روسی بحریہ اور پیادہ فوج کی موجودگی سے چشم پوشی کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ ۱۸۳۸ء میں ایرانیوں کو خود روسیوں سے درخواست کرنا پڑی کہ وہ کیسپین میں ایرانی مسافر کشتیوں پر ترکمن قبائل کے حملوں کو روکنے کے لیے روسی جنگی کشتیاں ایرانی سواحل پر بھیجیں۔ روسیوں نے ایرانیوں کی اس درخواست کو غنیمت سمجھتے ہوئے نہ صرف جنگی کشتیاں ایرانی سواحل کی طرف روانہ کیں بلکہ ایرانی حکام کی اجازت کے بغیر ایرانی جزیرے اشوراده میں روسی بحریہ کے مستقبل اڈے کی تعمیر شروع کردی۔ ایرانیوں نے اس پر احتجاج کیا لیکن وہ روسیوں کو اپنے علاقے میں بحری اڈہ تعمیر کرنے سے روکنے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ روسیوں نے اس عمل کو جاری رکھنے کے لیے یہ دلیل پیش کی کہ روسی نیوی کی ایرانی علاقوں / سواحل میں موجودگی کے بغیر ایران اپنے علاقائی پانیوں میں امن و امان کے قیام میں کامیاب نہیں ہوسکے گا۔ ایرانیوں کی بے بسی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۸۵۱ء میں جب ترکمن بحری قزاقوں نے ایرانی جزیرے اشوراده میں موجود روسی اڈے پر حملہ کیا اور بعض روسی کیڈٹوں کو قتل کرنے کے علاوہ کچھ کو اغوا کرلیا تو روسیوں نے ایران پر ترکمن قزاقوں کی حوصلہ افزائی کا الزام لگاتے ہوئے شاہ ایران کو تاوان ادا کرنے پر مجبور کردیا۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے:

Ali Granmayeh, "Sefarat Name - ye Khwarezm --- The Last Iranian Mission to Central Asia in the 19th Century," Central Asian Survey Vol.15, No.2, 1996.

روسیوں کی طرف سے ایران کے زیرنگین ٹرانس کیسپین اور ترکمن علاقوں کو فتح کرنے کے بعد ستمبر ۱۸۸۱ میں آخال کے مقام پر روس اور ایران کے مابین ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے جس کی رو سے:

> "Iran repudiated all its claims in Transcaspia: and the Atrik river was introduced as the border between the two countries,"

دیکھئے: علی گران مایہ، ایضاً"۔

۱۹۱۷ء کے بالشویک انقلاب کے بعد سوویت قیادت نے ۲۶ فروری ۱۹۲۱ء کو ایران کے ساتھ نام نہاد "معاہدہ

دوستی" پر دستخط کئے۔ اس معاہدہ کے باب ۲۰ میں کہا گیا ہے:

"The major signatories give mutual right to each other, allowing the transportation of commercial property, to a third country through Iran or through Russia. In addition, for the transported commercial property, duties more than those collected on the commercial property of the most favoured nations other than the nations in union with Russia would not be charged."

اس پیراگراف میں اگرچہ کھلے سمندروں تک رسائی کے روسی حق کا کھلے طور اظہار نہیں کیا گیا ہے تاہم "ایران کے راستے کسی تیسرے ملک کو تجارتی مال کی ترسیل" کی ضمانت ایران کی طرف سے خلیج فارس اور بحرعمان تک رسائی کے روسی حق کے اعتراف کے مترادف تھا۔

۱۹۴۰ء میں ایران اور روس کے درمیان تجارت اور جہاز رانی کا معاہدہ(Trade and Navigation Treaty) پر دستخط ہوئے۔ اس معاہدے کے آرٹیکل ۱۲ کے پیراگراف ۵۰ میں کہا گیا ہے:

"Ships Travelling under flag of one of the signatories in the waters outside the Caspion Sea, in regards to navigation conditions and any kind of duties in the territorial waters and ports of the other signatory, enjoy the same rights and benefits given to the navigation of the governments of the most favoured nations.",

بلاشبہ اس پیراگراف میں جن حقوق کی بات کی گئی ہے وہ سب کی سب سوویت یونین کے مفادات کو تحفظ فراہم کرتی تھیں۔ ایران کے لیے سوویت یونین کی بندرگاہوں اور سمندری حدود کے استعمال کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ جنگ عظیم دوم میں ایران کے راستے اتحادیوں کی طرف سے روس کو امداد اور کمک کی فراہمی اس حقیقت پر شاہد ہے کہ ایران اور روس سوویت یونین کے درمیان تجارتی راہداری سے متعلق انجام پانے والے معاہدات کا مقصد روسیوں کے مفادات کا تحفظ تھا' اگرچہ بظاہر ان میں برابری کے حقوق کی بات کی گئی تھی۔ دیکھئے:Ali Asghar Kazemi' بحوالہ بالا۔

۴۔ اخترراہی' نو آزاد مسلم ریاستیں اور ایران' دو ماہی "وسطی ایشیا کے مسلمان"' اسلام آباد' جلد ا' شمارہ ۷-۸' ۱۹۹۳ء۔

5. A.H.H. ABIDI, "Iran in the Post-Persian Gulf war Crisis", The Iranian Journal of International Affairs, Vol. VII No.3.

6. Ibid.

7. A.H.H. Abidi, op cit.

8. Javad Moinaddini, "Iran and Central Asian Republics; Opportunities and Challenges", Pakistan Horion, Vol.48, No.1, 1995.

۹۔ "وسطی ایشیا کے مسلمان" اسلام آباد، جلد۳، شمارہ ۱۱۔۱۲، ۱۹۹۵ء ص ۳۹۔

10. Muriel Atkin, "Tagikistan's Relations with Iran and Afghanistan", In Ali Banuazizi and Myron Weiner (ed), New Geopolitics of Central Asia And its Borderlands, Indiana University Press, 1994.

11. Ibid.

12. Ibid.

13. Ibid.

۱۴۔ سغد، السغد یا الصغد (فارسی : سگدہ یا سغدہ، یونانی : (Sogdioi یا sogdlionoi) ان قبائل کو کہا جاتا تھا جو ایرانی الاصل تھے اور جو پانچویں اور چھٹی صدی قبل مسیح میں دریائے جیحون اور دریائے سیحون کے دوآبے میں آباد ہوئے تھے۔ انہی کی مناسبت سے زمانہ قبل از اسلام میں "ماوراء النہر" کے اس علاقے کو سغدیانہ کہا جاتا تھا۔ قتیبہ بن مسلم کی سربراہی میں مسلم افواج کی اس علاقے میں آمد کے وقت بخارا سغدیوں کا مرکزی مقام تھا اور یہ مختلف قبائل کے گٹھ جوڑ سے ایک سغدی اتحادی (sogdian confideration) ریاست کا دارالحکومت تھا۔ سغدی قدیم زرتشتی تہذیب کے حامل تھے۔ کہتے ہیں کہ وسطی سغدی زبان (مغنوبی) تاحال زندہ ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے : اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد۱۱، ص ۶۵۔۶۷

نیز دیکھیے: W. Bartholed, Turkistan, New Delhi, 1992, pp 65. 89, 134, 181-191

مسلم افواج کی آمد سے قبل یہاں کے مختلف علاقوں پر مقامی شہزادے (خدات) حکمران تھے۔ جنہوں نے ۶۸۱ھ سے ۶۸۳ھ کے درمیان خراسان کے گورنر سلم بن زیاد کی قیادت میں مسلم افواج کے علاقے پر اولین حملوں کے وقت مشترکہ دفاع کے لیے اتحاد تشکیل دینے پر اتفاق کیا۔ اس کنفیڈریشن یا اتحاد کے سربراہ کو "اخشید" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

دیکھیے: بارتھولڈ ص ۱۸۳ اور ۱۸۵۔ بروکلمان بخارا کے بجائے سمرقند کو سغدیانہ کا دارالحکومت یا مرکزی شہر قرار دیتے ہیں اور اس کنفیڈریشن کے سربراہ کو "ترکان" جبکہ اس کے سپہ سالار کو "گاغان" کا نام دیتے ہیں۔ دیکھیے:

Carlbrockelmann(ed), History of the Islamic peoples, London, 1982 p.83 and 164.

15. Moril Atkin, op cit.

۱۶۔ آغا محمد خان ایک قاچار سردار تھے۔ قاچار ان سات ترک قبائل میں سے ایک قبیلہ تھا جنہوں نے پہلے

صفوی حکمران شاہ اسماعیل کی طرف سے تخت ایران پر قبضہ کرنے میں ان کی بھرپور مدد کی تھی۔ آغا محمد خان (یاشاہ) نے اپنے قبیلہ کی مختلف شاخوں میں اتحاد قائم کرکے ۱۷۷۹ء میں تہران پر قبضہ کرلیا۔ آغا محمد خان ایران کے پہلے قاچار حکمران تھے۔ انہیں ۱۷۹۶ء میں سرکاری طور پر "شاہ ایران" کے لقب سے نوازا گیا۔

دیکھیے: Donald N. Wilber, op cit p. 75.

نیز دیکھیے: Seyyed Hussein Nasr, op cit P.41.

۱۷۔ اختراعی بحوالہ بالا۔

18. Alexandre Bennigsen and S. Enders Wimbash, Muslims of the Soviet Empire, Londor, 1985, P.135.

19. Ibid, PP. 143-4.

۲۰۔ اختراعی، بحوالہ بالا۔

۲۱۔ شاہ سیوان (Shah Sevens) آزربائیجان میں آباد چار نسلی گروہوں میں سے ایک ہے۔ ایران میں آباد آزری آبادی کی اکثریت کا تعلق اسی نسلی گروہ سے ہے۔ مزید یہ کہ ایرانی سرحد کے ساتھ ساتھ آزربائیجان کے اندر بھی اسی گروہ کی آزری آبادی کی اکثریت ہے۔ آزریوں کے دیگر تین گروہ جنوبی آزربائیجان میں ایردم (Airums)، مشرقی آزربائیجان میں پادار (Padars) اور کاریوفاباد (Kirovabad) کے کارا پاپاخ ہیں۔ واضح رہے کہ موخرالذکر گروہ کا تعلق ترکمانوں سے ہے جنھوں نے بتدریج آزری شناخت اختیار کی۔ دیکھئے:
الیگزنڈر بنگسن اور ایس اینڈرز و مبوش بحوالہ بالا ص ۱۳۶۔۱۳۷۔
نیز دیکھیے: بروکلمان بحوالہ بالا ص ۳۲۵۔
۲۲۔ اختراعی، بحوالہ بالا۔

23. A bennegsen and S.E. Wimpush, op cit P. 95.

۲۴۔ ایران کی سیاحتی گائیڈ، تہران: عالمی سیاحتی ادارہ، وزارت فرہنگ وارشاد اسلامی (س - ن) ص ۷ (منقولہ از اختراعی بحوالہ بالا حاشیہ۵)
۲۵۔ ترکمنوں کو ترکمن کیوں کہتے ہیں؟ اس بارے میں ڈاکٹر شیریں اکینز کہتی ہیں:

"The etymology of the word is unclear, but it is possible that it was first intended to distinguish between the Muslim and the non Muslim oghuz. Whatever its origin, it eventually ousted the term Oghuz, completely, making the latter obsolete by the Mongol period",

دیکھیے:

Shirin Akiner, Islamic Peoples of the Soviet Union, London (second edition), 1984,

P. 314.

نیز دیکھیے: بروکمان بحوالہ بالا ص ۱۷۱۔

26. A Bemigsen and S.E Wimbush, Op cit P.100.

27. Zev Katz, Rosemarie Rogers and Frederic Harned, Handbook of Major Soviet Nationalities, Macmillan, New York, 1975, P. 264.

سلجوق سلطنت کی مختصر تاریخ کے لیے دیکھیے: بروکمان بحوالہ بالا صفحات ۱۷۱ تا ۱۸۰۔
آذربائیجان میں ترکمن ریاستوں کے بارے میں سکول آف اورینٹل اینڈ افریقین سٹڈیز (یونیورسٹی آف لنڈن) میں مطالعات "وسطی ایشیا" کی لیکچرار محترمہ شیریں اکینر کہتی ہیں:

"The only significant Oghuz Turkmen states to be founded outside Central Asia being those of the kara-koyunlu and Ak-koyunlu dynasties in Azerbeidzhon in the fifteenth century".

دیکھیے:

Shirin Akiner, op cit, P. 314.

28 Z. Katz, R. Rogers and F. Harned, op cit.

29. Ibid.

۳۰۔ ایرانیوں نے روسیوں کے اس اقدام پر زبردست تشویش کا اظہار کیا۔ انہیں خدشہ تھا کہ روسی استرآباد کے خلیج پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے بعد اٹریک اور گرگان دریاؤں کے کناروں پر پیش قدمی کرتے ہوئے یا تو خراسان کا رخ کریں گے اور یا پھر مرو اور بالآخر ہرات پر قبضہ کرلیں گے۔ بہرحال دونوں ممالک کے درمیان طویل مذاکرات کے نتیجے میں روسیوں نے ایرانیوں کو واضح یقین دہانی کرادی کہ وہ دریائے اٹریک کے ساتھ ساتھ ایرانی سرحدی لائن کا احترام کریں گے اور اس کی خلاف ورزی کسی بھی صورت میں نہیں کریں گے۔ ٹیکے ترکمنوں کے آخال علاقے کو روس میں ضم کرنے کے اعلان کے بعد ۲۱ دسمبر ۱۸۸۱ء کو تہران میں روس اور ایران کے مابین سرحدوں کے تعین کے بارے میں ایک میثاق پر دستخط ہوئے۔ اس میثاق کے آرٹیکل ۳ کی رو سے روس - ایران سرحد مشرق میں بابا درمز کا قلعہ قرار پایا۔ مزید یہ کہ اس کی رو سے ایرانیوں نے رضا کارانہ طور پر گرمان اور کلکلاب قلعوں کو معاہدے / میثاق کی توثیق کے ایک سال کے اندر اندر خالی کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ دیکھیے:

An Indian officer, op.cit, PP. 138 / 142 / 247.

31. Ibid, PP. 136-37.

32. Ibid.

33. Shirin Akiner, op.cit p. 316.

34. Ibid. p. 317.

۳۵۔ ایران کے اسلامی انقلاب کے شیعہ (اثناعشری) خصوصیت کی بنا پر سنی عقائد پر کاربند بعض اسلامی ممالک میں اس کے لیے مثبت جذبات کا اظہار نہیں کیا گیا۔ ثانیاً" انقلابی رہنماؤں کی طرف سے اپنے اس انقلاب کو "برآمد" کرنے کے اعلانات پڑوسی مسلم اور خصوصاً" عرب ممالک میں زبردست تشویش کا باعث بنے۔ خلیج کے اکثر ممالک میں ان خدشات کا اظہار کیا جانے لگا کہ ایرانی انقلابی قیادت اپنے "انقلابی ماڈل" کو زبردستی دوسرے اسلامی ممالک پر ٹھونسنے کی کوشش کرے گی۔ اس پس منظر میں جب عراق اور ایران کے مابین جنگ چھڑی تو خلیج کے عرب ممالک اور ایران میں منافرت کی خلیج وسیع تر ہو گئی۔ عربوں نے بالعموم اس جنگ میں عراق کی بھرپور مدد کی اور یوں "ایرانی انقلابی ماڈل" کو ایران میں محصور کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

دیکھیے: Javad Moinaddini, op cit.

۳۶۔ ایران کے رہبر انقلاب آیت اللہ خمینی نے ۲ نومبر ۱۹۸۵ء کو ایک دفعہ پھر ایران کی سفارتی تنہائی ختم کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا:

> "We do not want to live in a country which is isolated from the rest of the world. Today's Iran can not be that way... Today the world is like one family, one city. In the present world circums tances we should not be isolated..."

دیکھیے: Javad Moinaddini, ibid, footnote 5.

۳۷۔ ۱۹۸۸ء میں ایران اور جرمنی کے مابین دوطرفہ تجارت کی مالیت کا اندازہ ۲٫۵ بلین ڈالر لگایا گیا۔ جب کہ اسی سال ایران اور سابق سوویت یونین کے مابین تجارت کی مالیت کا اندازہ ۲۵۰ ملین ڈالر لگایا گیا۔

دیکھیے Javad Moinaddini, op cit, footnote 7.

38. A.H.H. Abidi, op cit.

39. Javad Moinaddini, op cit.

40. Ibid.

41. Oles. M. Smolansky, "Turkish and Iranian Policies in Central Asia", in Hafeez Malik (ed), Central Asia : Its Strategic Importance and Future Prospects, New York, 1994, P. 199.

42. Ibid.

43. Ibid.

44. Ibid.

۴۵- اختر راہی، بحوالہ بالا۔

۴۶- ایضاً"۔

47. Oles.M.Smolonsky, op cit.

۴۸- اختر راہی بحوالہ بالا۔

۴۹- ایضاً"۔

50.Oles M. Smolansky, op cit.

51. Seyed Kazem Sajjadpour, "Iran, the Caucasus and Central Asia", in Hafeez Malik (ed), op cit, P. 199.

۵۲- دوماہی "وسطی ایشیا کے مسلمان" اسلام آباد، جلد۴، شمارہ ۷-۸، ۱۹۹۶، ص ۲۴۔

53. Oles M. Smolansky, op cit.

۵۴- "دوماہی وسطی ایشیا کے مسلمان"" اسلام آباد، بحوالہ بالا۔

55. "Commentary on Cossack Threat to Country", from Almaty Gorizont, Reproduced in FBIS/SOV-95-129, July 6, 1995, pp. 72-74, as quoted by Sherin T. Hunter, Central Asia Since Independence, Washington 1996, Chapter 5, footnote-1.

۵۶- دو ماہی "وسطی ایشیا کے مسلمان"" اسلام آباد، جلد۳، شمارہ ۳ - ۴ ۱۹۹۵، ص ۵

۵۷- ایضاً" ص ۷۔

58.Shireen T. Hunter, op cit p. 92.

59. Ibid, quoting Kiril nourzhanov, "Turkeministan: Halfway to the Promised Land", Central Asia Monitor, No.1, (1995).

60. Ibid, P.95.

61. Ibid.

62. Ibid.

63. S.Frederick Starr, "Making Eurasia Stable", Foreign Affairs, Jan_Feb. 1996.

64. Ibid.

۶۵- صدر نور سلطان نذر بائیف نے فروری ۱۹۹۴ء میں اپنے دورہ امریکہ کے دوران اپنے جوہری ہتھیاروں کو تباہ کرنے کے لیے امریکہ کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کئے۔ امریکہ نے قاز" ن کے جوہری ہتھیاروں کی تباہی کے عمل کے لیے قازقستان کو ۸۴ ملین ڈالر کی امداد فراہم کی۔ نیز قازقستان سے ۱۳ ہزار پاونڈ افزودہ یورینیم بھی امریکہ منتقل کی گئی۔ دیکھیے: شیرین ٹی - ہنٹر بحوالہ بالا۔ ص ۱۶۱-۱۶۲۔

66. S. Frederick Starr, op cit.

67. Shireen T. Hunter, op cit, P. 101.

68 . Raphael Israeli, "Return to the Source: The Republics of Central Asia and the Middle East", Central Asian Survey, Vol. 13, No.1, 1994.

۶۹۔ امریکہ نے سوویت یونین کے انہدام کے فوراً بعد خطے کے نو آزاد مسلم ممالک کے ساتھ دوطرفہ تعلقات کے قیام پر توجہ دینا شروع کی۔ جنوری ۱۹۹۲ء میں امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ جیمز بیکر نے وسطی ایشیائی ریاستوں کا دورہ کیا۔ اس دورے کے کچھ ہی عرصہ بعد خطے سے متعلق امریکہ کی پالیسی ترجیحات میں درج ذیل نکات شامل تھے۔

۱۔ قازقستان کی سرزمین پر موجود جوہری ہتھیاروں کی تباہی اور ان ہتھیاروں (یا جوہری مواد اور جوہری ٹیکنالوجی کی) ایران جیسے دشمن ممالک کو برآمد کے امکانات کی روک تھام۔

۲۔ بنیاد پرست اسلام کے پھیلاؤ کی روک تھام اور ایران کے اثر و نفوذ کو روکنے کے لیے ایک "اہم علاقائی طاقت" کے طور پر ترکی کے کردار کی حوصلہ افزائی کرنا۔

۳۔ خطے کی معدنی دولت اور قدرتی وسائل، خاص کر تیل اور گیس، میں امریکہ کے لیے "بڑے حصہ" کے حصول کو یقینی بنانا۔

۴۔ ان ریاستوں کو سلامتی اور معیشت سے متعلق مغربی نظاموں میں شامل اور ضم کرنا۔

۵۔ خطے میں جمہوریت اور انسانی حقوق کو فروغ دینا۔

دیکھیے: Shireen T. Hunter op cit, P. 158

نیز دیکھیے:

M.E Ahrari, "The Dynamics of New Great Game in Muslim Central Asia", Central Asian Survey, Vol. 13, No. 4. 1994.

۷۰۔ محمد الیاس خان، "وسطی ایشیا - ترکی تعلقات" دو ماہی وسطی ایشیا کے مسلمان، اسلام آباد، جلد ۴، شمارہ ۹ - ۱۰، ۱۹۹۶ء، ص ۱۱۔

71. Mushahid Hussain, Iran and Turky in Central Asia: Complementary or Competing Roles? Middle East International, Feb. 19. 1993.

72. Boris Z. Rumerk, "The Gathering Storm in Central Asia", Orbis Vol 37, No. 1, 1993.

73. Oral Sander, "Turky and the Turkic World", Central Asian Survey Vol 13, No. 1, 1994.

74.Raphael Israeli, op cit.

۷۵۔ ۱۹۹۳ء میں نگورنو کارا باخ کے مسئلہ پر آرمینیا اور آذربائیجان کے مابین جنگ میں شدت آنے پر ترکی نے آذربائیجان کی امداد کے لیے (فوجی) مداخلت کا ارادہ ظاہر کیا۔ روسیوں نے انتہائی سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے ترکی کو خبردار کیا کہ:

"کسی بھی تیسرے ملک کی طرف سے تنازعہ میں فوجی مداخلت تیسری عالمی جنگ کا باعث بن سکتی ہے"

دیکھیے:

Bruce Vaughin, "Shifting Geopolitical Realities Between South, Southeast and Central Asia", Central Asian Survey, Vol. 13, No. 2, 1994.

76. Shireen T. Hunter, op cit P. 148.

77. Tahir Amin, "Pakistan and the Central Asian States", Strategic Studies, Vol.16, No.4, 1994.

78. Mikhail Konarovsky, "Russia and the Emerging Geopolitical order in Central Asia", in Ali Banuazizi and Myron Weiner, Op cit, P. 247.

79.Ibid.

80. Ibid.

81. Ibid.

82. Ibid.

۸۳۔ محمد الیاس خان، "روسی خارجہ پالیسی میں تبدیلی کے آثار"، دو ماہی وسطی ایشیا کے مسلمان، اسلام آباد، جلد۴، شمارہ ۳ - ۴، ۱۹۹۶، ص ۱۳۔

۸۴۔ دیکھیے: "روس - ایران تعلقات روسی وزارت خارجہ کی نظر میں" دو ماہی وسطی ایشیا کے مسلمان، جلد۴، شمارہ ۹ - ۱۰، ۱۹۹۶ء، ص ۲۴۔

۸۵۔ ایضاً"۔

86. M.E. Ahrari, op cit.

۸۷۔ دیکھیے: "وسطی ایشیا: بیرونی اقتصادی مفادات کی رزم گاہ"، دوماہی وسطی ایشیا کے مسلمان، اسلام آباد، جلد۵، شمارہ ۷ - ۸، ۱۹۹۷ء، ص ۱۸۔

۸۸۔ ایضاً" ص ۱۹۔

۸۹۔ محمد الیاس خان، "روس - چین تحالف: نیا عالمی نظام، نئے معادلات قوت"، دو ماہی وسطی ایشیا کے مسلمان، اسلام آباد، جلد۵، شمارہ ۵ - ۶، ۱۹۹۷ء، ص ۱۲-۱۳۔

۹۰۔ ایضاً"۔

91. Shireen T. Hunter, op cit, p. 132.

92. Ibid.

93. Ibid. PP. 133-4.

۹۴۔ محمد الیاس خان، "وسطی ایشیا میں اقتصادی مفادات کی جنگ : طالبان کا کردار" دو ماہی وسطی ایشیا کے مسلمان، اسلام آباد، جلد۴، شمارہ ۱۱ - ۱۲، ۱۹۹۶، ص ۳-۸۔

95. Jalil Roshandel, "Iran, Nuclear Technology and International Security", The Iranian Journal of International Affairs, Vol. VIII, No.1, 1996.

۹۶۔ دیکھیے: "روس - ایران تعلقات روسی وزارت خارجہ کی نظر میں" بحوالہ بالا۔

97. M. Javad Zarif and Saeid Mirzaee, US Unilateral Sanctions Against Iran, The Iranian Jaurnal of International Affairs, Vol. IX, No.1 (spring 1997)

98. Jalil Roshandel, op cit.

99. Ibid.

۱۰۰۔ دیکھیے : "روس - ایران تعلقات روسی وزارت خارجہ کی نظر میں" بحوالہ بالا۔

۱۰۱۔ محمد الیاس خان، "پائپ لائن سیاست : امریکی موقف میں تبدیلی" دوماہی وسطی ایشیا کے مسلمان، اسلام آباد، جلد۵، شمارہ ۹ - ۱۰، ۱۹۹۶ء، ص ۱۰-۱۴

102. Stephen Blank, op cit.

103. Shireen T. Hunter, op cit, P. 134.

104. Seyed Kazem Sajjadpour, op cit.

105. Ibid.

106. Ibid.

107. Ibid.

108. M.E. Ahrari op cit.

109. S. K. Sajjadpour, op cit.

110. Ibid.

111. Ibid.

112. Ibid.

113. Ibid.

114. M.E. Ahrari op cit

115. S.K.Sajjadpour, op cit.

116. Javad Moinaddini op cit.

117. Vision of Islamic Republic of Iran, Persian Service, 22 October 1993 in SWB _ ME / 1828, MED / 4, 25 Oct. 1993.

118. S.K.Sajjadpour, op cit.

119. Ibid.

120. Ibid.

121. Shireen T. Hunter, op cit, P.120.

۱۲۲۔ دیکھیے : "ایران - ترکمنستان ریلوے لائن کا افتتاح" دو ماہی وسطی ایشیا کے مسلمان' اسلام آباد' جلد۲' شمارہ ۷ - ۸' ۱۹۹۴ء' ص ۲۴۔

۱۲۳۔ ایضاً"۔

124. Javad Moinaddini, op cit.

125. Ibid.

126. Ibid.

۱۲۷۔ دیکھیے: "تاجک فریقین کی تہران میں ملاقات: امید کی ایک کرن" دو ماہی وسطی ایشیا کے مسلمان' اسلام آباد' جلد۲' شمارہ ۱۱ - ۱۲' ۱۹۹۴ء' ص ۲۹۔

128. J. Moinaddini op cit.

129. Ibid.

۱۳۰۔ دیکھے: "وسطی ایشیا : بیرونی اقتصادی مفادات کی رزم گاہ"" بحوالہ بالا۔

۱۳۱۔ دیکھے: "قازقستان : معاشرتی بحران"" وسطی ایشیا کے مسلمان' جلد۴' شمارہ ۹ - ۱۰' ۱۹۹۶ء' ص ۱۹۔

۱۳۲۔ دیکھیے: "روس نے قازقستان کے ساتھ ۱۶ معاہدوں پر دستخط کئے"" دو ماہی وسطی ایشیا کے مسلمان' اسلام آباد' جلد۴' شمارہ ۳ - ۴' ۱۹۹۶ء' ص ۲۷۔

۱۳۳۔ دیکھیے: "آزاد ممالک کی دولت مشترکہ' کی چار جمہوریاؤں میں اقتصادی اتحاد کے قیام پر دستخط ہوگئے" دوماہی وسطی ایشیا کے مسلمان' اسلام آباد' جلد۴' شمارہ ۵ - ۶' ۱۹۹۶ء' ص ۱۶۔

۱۳۴۔ دیکھیے : "اسلامی بنیاد پرستی اور یوریشین یونین ازبک وزارت دفاع کی نظر میں""دو ماہی وسطی ایشیا کے مسلمان' اسلام آباد' جلد۳' شمارہ ۳ - ۴' ۱۹۹۵ء' ص ۱۶۔ نیز دیکھیے: محمد الیاس خان' "قازقستان : اصلاحات یا مادر روس کے ساتھ پھر سے الحاق؟"" دو ماہی وسطی ایشیا کے مسلمان' اسلام آباد' جلد۳' شمارہ ۳ - ۴' ۱۹۹۵ء' ص ۶-۷۔

135. J. Moinaddini op cit.

136. Ibid.

137. Ibid.

138. Ibid.

۱۳۹۔ دیکھیے: "ای سی او ازبک قیادت کی نظر میں" دو ماہی وسطی ایشیا کے مسلمان، اسلام آباد، جلد۴، شمارہ ۷ - ۸، ۱۹۹۶، ص ۲۱۔

۱۴۰۔ محمد رشید مفضول ذکاء، "کرغیزستان: ایک انتظامیہ کی سیاسی، سماجی اور اقتصادی پالیسیاں" دوماہی وسطی ایشیا کے مسلمان، اسلام آباد، جلد۴، شمارہ ۳ - ۴، ۱۹۹۶ء، ص ۲۱-۳۶۔

۱۴۱۔ دیکھیے: "کرغیزستان: جمہوریت اور امریکی سرپرستی" دوماہی وسطی ایشیا کے مسلمان، اسلام آباد، جلد۴، شمارہ ۹ - ۱۰، ۱۹۹۶ء، ص ۱۶-۱۷

۱۴۲۔ محمد رشید مفضول ذکاء، بحوالہ بالا۔

۱۴۳۔ "کرغیزستان: جمہوریت اور امریکی سرپرستی" بحوالہ بالا۔

۱۴۴۔ ایضاً"۔

145. Shireen T. Hunter, op cit. P.150.

146. Ibid.

147. Tahir Amin, op cit.

۱۴۸۔ دیکھیے: "ایکو سربراہ کانفرنس: کیا منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی طرف پیش رفت ہوگی؟" دوماہی وسطی ایشیا کے مسلمان، اسلام آباد، جلد۵، شمارہ ۷ - ۸، ۱۹۹۷ء، ص ۱۹-۲۲۔

149. M. Abbas Maleki, (Speech at the International Seminar on "The Process of Development in Central Asia and the Caucasus", held at IPIS in Tehran from Jan. 17 - 19, 1994), reported in The Iranian Journal of International Affairs, Vol. VI, No. 3 and 4, 1995 _96.

150. Shireen T. Hunter, op cit. P. 149.

۱۵۱۔ دیکھیے: "وسطی ایشیا: اقتصادی مفادات کی رزم گاہ" بحوالہ بالا۔

۱۵۲۔ وسطی ایشیا، قفقاز اور روس کے ساتھ اجتماعی تعلقات کو فروغ دینے کی ایرانی اداروں کی کوششوں اور منصوبوں کی تفصیلات کے لیے دیکھئے: M. Abbas Maleki Op cit.